خطبۂ جمعہ

بتاریخ 1 ربیع الاول 1448ھ بمطابق 14 اگست 2026ء

حَرارَةُ الصَّيْفِ: وَقَفاتٌ وَعِظاتٌ

گرمی کی شدت: پیغام اور نصیحتیں

الحَمْدُ للهِ الهادِي لِمَنِ اسْتَهْداهُ، المُجِيبِ لِمَنْ دَعاهُ، النَّاصِرِ لِمَنِ اسْتَجارَ بِهِ وَناداهُ، لا هادِيَ لِمَنْ أَضَلَّ، وَلا مُضِلَّ لِمَنْ هَداهُ؛ {وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللهِ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْأَرُونَ }[النحل: 53]، وَأَشْهَدُ أَن لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، المُتَقَدِّسُ فِي عُلاهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ وَمُصْطَفاهُ، وَخَلِيلُهُ وَمُجْتَباهُ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ والاهُ، وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا إِلَى يَوْمِ نَلْقاهُ.اما بعد!

اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو: {وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللهَ إِنَّ اللهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ}[الحشر:18]

"اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل (یعنی آخرت) کے لیے آگے کیا بھیجا ہے، اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ ان تمام کاموں سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔"

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا ہے کہ اس نے دنیا کو امتحان، محنت اور مشقت کا گھر بنایا ہے، جہاں دکھ، درد اور تھکن انسان کا مقدر ہیں؛ تاکہ مومنوں کی فرمانبرداری اور شکر گزاری سب پر ظاہر ہو جائے، اور ناشکروں اور بے صبروں کا رویہ بھی کھل کر سامنے آجائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: {لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ} [البلد:4]

"بیشک ہم نے انسان کو مشقت اور مصائب میں پیدا کیا ہے۔"

اس آزمائش اور امتحان کی ایک جھلک موسموں کا بدلنا بھی ہے۔ کبھی سخت گرمی آتی ہے جو قدموں کو جھلس دیتی ہے، اور کبھی ایسی کڑاکے کی سردی پڑتی ہے کہ ہڈیاں تک دکھنے لگتی ہیں۔ کبھی کبھی شفاف موسم کے بعد گرد و غبار کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ تمام تبدیلیاں کسی مقصد کے بغیر نہیں، بلکہ اس عظیم حکمت کا حصہ ہیں جو ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ ہم ان کی گہرائی میں اتریں اور ان کے اندر چھپے ہوئے الٰہی حقائق پر غور و فکر کریں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: {يُقَلِّبُ اللهُ

اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِأُولِي الْأَبْصَارِ} [النور:44] "اللہ ہی رات اور دن کو الٹتا پلٹتا رہتا ہے، بیشک اس میں آنکھوں والوں کے لیے عبرت ہے۔"

اے اللہ کے بندو! یہ شدید گرمی جو آج ہم محسوس کر رہے ہیں، دراصل غافل دلوں کے لیے بیداری کا ایک پیغام اور آخرت کی یاد دہانی ہے۔ یہ اس بات کی تنبیہ ہے کہ دنیا آرام کرنے کی جگہ نہیں، بلکہ محنت اور عمل کا گھر ہے، تاکہ انسان آخرت کے سفر کے لیے نیکیوں کا توشہ اکٹھا کر لے اور اپنے رب کی ملاقات کی تیاری کرے: {فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ} [المعارج:4] "اس دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی۔"

سورج کی یہ جھلساتی ہوئی تپش اور دوپہر کا یہ پسینہ، دراصل اس دن کی ایک چھوٹی سی جھلک ہے جب اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرے گا۔ اس وقت سب پر سخت بوجھ ہوں گے، ہوش اڑے ہوئے ہوں گے، سورج سروں کے بالکل قریب آچکا ہوگا، دل خوف سے لرز رہے ہوں گے، حالات انتہائی سنگین اور مصائب بے پناہ ہوں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْخَلْقِ، حَتَّى تَكُونَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيلٍ، فَيَكُونُ النَّاسُ عَلَى قَدْرِ أَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ، فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى كَعْبَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلَى حَقْوَيْهِ، وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ إِلْجَامًا» قَالَ: وَأَشَارَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ إِلَى فِيهِ "قیامت کے دن سورج مخلوق کے اتنا قریب کر دیا جائے گا کہ وہ محض ایک میل کے فاصلے پر رہ جائے گا، پس لوگ اپنے اعمال کے حساب سے پسینے میں ڈوبے ہوں گے، چنانچہ کسی کا پسینہ اس کے ٹخنوں تک ہوگا، کسی کا گھٹنوں تک، کسی کا کمر تک، اور کسی کو پسینہ لگام کی طرح منہ تک ڈبو رہا ہوگا۔" راوی کہتے ہیں: اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا۔ (اس حدیث کو امام مسلم نے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کیا ہے)

برادران اسلام ! اس ہولناک اور مشکل ترین دن اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں پر اپنے عظیم فضل اور وسیع کرم کی بارش فرمائے گا؛ چنانچہ وہ انہیں عرش کے سائے میں پناہ دے کر سورج کی تپش سے نجات عطا فرمائے گا، جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، ہم اللہ سے اس کے فضلِ عظیم کا سوال کرتے ہیں۔

اس دن لوگ ان کے اس بلند مقام اور بہترین حالت کو دیکھ کر رشک کریں گے اور آرزو کریں گے کہ کاش انہیں بھی اس ٹھنڈی چھاؤں کا کوئی حصہ مل جاتا! لیکن یہ نعمت پیسوں یا دنیاوی مال و دولت سے نہیں خریدی جاسکتی، بلکہ یہ صرف رات کے اوقات اور دن کے کناروں میں نیک اعمال کرنے اور زمین و آسمان کے پروردگار کی ناراضگی سے بچنے والے کاموں کے ذریعے ہی حاصل ہوتی ہے۔ یہی کامیابی کی کنجی اور اس ہولناک عذاب سے نجات کا واحد راستہ ہے۔

چنانچہ اس دن کی تپش سے بچنے کے ذرائع میں سے وہ مبارک عمل بھی ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: الْإِمَامُ الْعَادِلُ، وَشَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللهِ، اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ، فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا، حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا، فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ "سات قسم کے لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے (عرش کے) سائے میں جگہ دے گا، جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا: (1) عادل حکمران، (2) وہ نوجوان جس کی جوانی اللہ کی عبادت میں پروان چڑھی ہو، (3) وہ شخص جس کا دل مسجدوں سے اٹکا رہتا ہو، (4) وہ دو اشخاص جنہوں نے اللہ کی خاطر آپس میں محبت کی، اسی پر اکٹھے ہوئے اور اسی پر جدا ہوئے، (5) وہ شخص جسے کسی منصب اور جمال والی خوبصورت عورت نے (برے کام کی) دعوت دی، تو اس نے کہا: میں اللہ سے ڈرتا ہوں، (6) وہ شخص جس نے صدقہ کیا اور اسے اس قدر چھپایا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوئی کہ اس کے

دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے، اور (7) وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا تو اس کی آنکھیں چھلک پڑیں۔ (اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے)

رحمن کے سائے کو پانے کے اسباب میں سے تنگدست کو مہلت دینا اور قرض کی ادائیگی کے وقت اس میں کمی کرنا بھی ہے، یہ زبردست اور انصاف کرنے والے مالک کی طرف سے گناہوں کی بخشش کا سبب بھی بنتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا أَوْ وَضَعَ عَنْهُ؛ أَظَلَّهُ اللهُ فِي ظِلِّهِ "جس نے کسی تنگدست کو مہلت دی یا (اس کا قرض) معاف کر دیا، اللہ اسے اپنے سائے میں جگہ دے گا۔" (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے)

اے اللہ کے بندو! ان اسباب میں سے ایک سبب اللہ کی خاطر باہم محبت کرنا اور اس کی رضا کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ جڑنا بھی ہے۔ اس پاکیزہ رشتے میں دنیا کی کوئی غرض یا ذاتی مفاد شامل نہیں ہوتا۔ یہ وہ خوش نصیب لوگ ہوتے ہیں جنہوں نے دین کو آپس میں دوستی اور دشمنی کا معیار بنایا ہوتا ہے اور ایمان کو بھائی چارے کا مضبوط بندھن قرار دیا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ ایک سچی، خالص اور ہمیشہ رہنے والی محبت سے سرشار ہوتے ہیں، اور بلند و بالا جنت کے سایوں سے بھرپور فیض حاصل کرتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: إِنَّ اللهَ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي؟ الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي، يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي "بیشک اللہ تعالی قیامت کے دن فرمائے گا: کہاں ہیں وہ لوگ جو میری عظمت و جلال کی خاطر آپس میں محبت کرتے تھے؟ آج میں انہیں اپنے سائے میں جگہ دوں گا، ایسے دن جبکہ میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں۔" (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے)

اور اس سخت ترین دن میں گرمی اور شدید سردی سے بچانے والی چیزوں میں سے ہر قسم کا صدقہ کرنا بھی ہے، صدقہ کرنے والے کو اس کے اچھے عمل کی جزا کے طور پر اللہ تعالی اپنے سائے سے نواز کر شرفیاب فرمائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ عَنْ أَهْلِهَا حَرَّ الْقُبُورِ، وَإِنَّمَا يَسْتَظِلُّ الْمُؤْمِنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي ظِلِّ

صَدَقَتِهِ "بیشک صدقہ صدقہ کرنے والے سے قبر کی گرمی کو بجھا دیتا ہے، اور بیشک مومن قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سائے میں ہوگا۔" (اس حدیث کو امام طبرانی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کیا ہے اور علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)

أَقُولُ قَوْلِي هَذَا، وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ العَظِيمَ الجَلِيلَ لِي وَلَكُمْ، وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِينَ، مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ.

دوسرا خطبہ

الحَمْدُ للهِ وَكَفَى، وَصَلَاةٌ وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى. اما بعد!

اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، عبادتیں کرکے اپنے اوقات کو بابرکت بناؤ، نیکیاں کرکے اپنی زندگی کا سرمایہ بڑھاؤ، اور اپنے دنوں کو اچھے کاموں سے آباد کرو۔

اے ایمان والو! سچا اور پکا مومن وہی ہے جو ہر حال میں اللہ کی رضا کی طرف دوڑتا ہے، خواہ گرمی کی وجہ سے اسے کتنی ہی تکلیف کیوں نہ اٹھانی پڑے۔ وہ اپنے مولیٰ کو خوش کرنے کے لیے فوراً نماز کے لیے اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور اپنی نیکیوں کو بڑھانے کے لیے عبادات میں لگ جاتا ہے۔ یہی وہ سمجھدار انسان ہے جس نے بلند درجے حاصل کیے اور یہی وہ عقل مند ہے جس نے خود کو میدانِ محشر کی شدید گرمی سے بچا لیا۔

اس کے برعکس جو شخص موسم کی گرمی کی وجہ سے سستی کا شکار ہو جاتا ہے، نمازوں کے لیے نہیں جاتا، اور شدید گرمی کا بہانہ بنا کر جمعہ اور باجماعت نمازوں سے پیچھے رہ جاتا ہے؛ تو یہی وہ کمزور اور بدبخت انسان ہے جسے اس کے نفس نے دھوکے میں ڈال دیا اور شیطان نے اسے بہکا دیا۔ یہ شخص مومنوں کے قافلے سے پیچھے رہ گیا اور اس نے اس وقت کے منافقوں والا طریقہ اپنا لیا جب وہ رب کی اطاعت سے پیچھے ہٹ گئے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حال اور قول کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُولِ اللهِ وَكَرِهُوا أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللهِ وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ (التوبة: 81) "پیچھے رہ جانے والے لوگ رسول اللہ (کے خلاف) اپنے گھروں میں بیٹھ رہنے پر خوش ہوئے، اور انہوں نے

اس بات کو ناپسند کیا کہ وہ اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کریں، اور انہوں نے کہا کہ اس گرمی میں مت نکلو۔ کہہ دیجیے: جہنم کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے، کاش وہ لوگ سمجھتے ہوتے۔"

اسی طرح وہ محنت کش اور ملازم لوگ جو حلال رزق کمانے کی کوشش کرتے ہیں، اور اپنے اہل و عیال کو عزت کی زندگی دینے کے لیے گرمی کی شدت برداشت کرتے ہیں؛ ایسے لوگوں کے لیے زبردست ثواب اور بلند مقام کا وعدہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام ایک شخص کے پاس سے گزرے، تو انہوں نے کام میں اس کی محنت اور رزق کمانے کی چستی دیکھ کر تعجب کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! کاش یہ محنت اللہ کی راہ میں ہوتی! تو آپ ﷺ نے فرمایا: إِنْ كَانَ خَرَجَ يَسْعَى عَلَى وَلَدِهِ صِغَارًا، فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ، وَإِنْ كَانَ خَرَجَ يَسْعَى عَلَى نَفْسِهِ يُعِفُّهَا، فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ "اگر وہ اپنے چھوٹے بچوں کی روزی کمانے کے لیے نکلا ہے، تو وہ اللہ کی راہ میں ہے، اور اگر وہ اپنے آپ کو سوال سے بچانے اور عزت نفس برقرار رکھنے کے لیے نکلا ہے، تو وہ بھی اللہ کی راہ میں ہے۔" (اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)

ایمان والے بھائیو! گرمی کی یہ شدت ہمیں اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرنے کا ذریعہ بننی چاہیے کہ اس نے ہمیں مضبوط اور پکے مکانات اور وافر ٹھنڈک کے ذرائع عطا کیے ہیں۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اپنے محسن اور عطا کرنے والے رب کا شکر ادا کریں، ان نعمتوں کی دیکھ بھال کریں، اور متعلقہ اداروں کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے توانائی کی بچت کریں، اعتدال سے کام لیں اور فضول خرچی سے گریز کریں۔

اس کے ساتھ ہی ہمیں ان مجبور اور بے کس انسانوں کی تکلیف کا بھی احساس کرنا چاہیے جو برے حالات کی وجہ سے ان نعمتوں اور سایوں سے محروم ہیں۔ یہ احساس ہمیں اس بات پر آمادہ کرے کہ ہم ان کی مدد کریں، ان کی مشکلات کا ازالہ کریں، اور گرمی، پیاس اور محرومی کا دکھ ہلکا کرنے کے لیے جلد قدم اٹھائیں۔ مثلاً پانی کے کنویں کھودنا، سایہ دار پناہ گاہیں اور خیمے تیار کرنا، واٹر کولرز اور ٹھنڈک کے سامان فراہم کرنا، اور ایسے تمام ذرائع مہیا کرنا جو ضرورت

مندوں کو شدید گرمی سے بچانے میں مددگار ثابت ہوں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي، فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ، فَنَزَلَ بِئْرًا فَشَرِبَ مِنْهَا، ثُمَّ خَرَجَ، فَإِذَا هُوَ بِكَلْبٍ يَلْهَثُ، يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ: لَقَدْ بَلَغَ هَذَا مِثْلُ الَّذِي بَلَغَ بِي، فَمَلَأَ خُفَّهُ، ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيهِ، ثُمَّ رَقِيَ، فَسَقَى الْكَلْبَ، فَشَكَرَ اللهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا؟! قَالَ: «فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ "ایک شخص راستے میں چل رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی، اس نے ایک کنویں میں اتر کر اس سے پانی پیا، پھر جب باہر نکلا تو ایک کتے کو دیکھا جو پیاس کی شدت سے ہانپ رہا تھا اور گیلی مٹی چاٹ رہا تھا، اس نے سوچا کہ اس کتے کو بھی اتنی ہی پیاس لگی ہے جتنی مجھے لگی تھی، چنانچہ اس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا، پھر اسے اپنے منہ میں پکڑا، اوپر چڑھا اور اس کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالی نے اس کے اس عمل کو قبول فرما لیا اور اسے بخش دیا۔ صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا ہمیں جانوروں کے ساتھ حسنِ سلوک پر بھی اجر ملتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہر تر جگر والے (جانور) کے ساتھ نیکی کرنے میں اجر ہے۔" (اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے)

اے اللہ! درود اور سلام نازل فرما سب سے روشن چہرے اور چمکدار پیشانی والے نبی پر۔ اے اللہ! ہمارے دلوں میں ایمان کو محبوب بنادے اور اسے ہمارے دلوں میں خوبصورت بنادے، اور کفر، گناہ اور نافرمانی کو ہمارے نزدیک ناپسندیدہ بنادے، اور ہمیں راہِ راست پر چلنے والوں میں شامل فرما۔ اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما، اور شرک اور مشرکوں کو ذلیل فرما، اور اپنے دین، اپنی کتاب، اپنے نبی ﷺ کی سنت اور اپنے مومن بندوں کی مدد فرما۔ اے اللہ! تمام مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں، اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بخش دے، جو ان میں سے زندہ ہیں اور جو فوت ہو چکے ہیں۔ اے اللہ! ہمارے ان بھائیوں کی حفاظت فرما جو ملک کے امن پر مامور ہیں، اور ہمارے امیر اور ان کے ولی عہد کو اپنے پسندیدہ راستے کی توفیق عطا فرما، اور ان کے تمام کاموں کو اپنی اطاعت اور اپنی رضا کے مطابق بنادے، اور اس ملک کو اور تمام مسلم ممالک کو امن واطمینان، خوش حالی، فراوانی اور سلامتی والا گہوارہ بنادے۔

خطبات جمعہ تیار کرنے والی کمیٹی